فتاوی

سوال:۔ (۱) کیا وتر میں دعاء قنوت پڑھنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے؟
(۲) دعاء قنوت صرف وتر میں پڑھنا چاہئے یا فرائض میں بھی۔؟
(۳) دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد؟ آنحضور سے کیا ثابت ہے۔
(۴) کیا دعاء قنوت ہاتھ اٹھاکر پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے؟
(۵) حنفیوں میں دعاء قنوت پڑھنے کا جو یہ طریقہ رائج ہے کہ وتر میں جب قنوت پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو نماز شروع کرنے کے وقت جس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاکر اور تکبیر پکارکر پھر نیت باندھ لیتے ہیں اور اس کے بعد دعاء قنوت پڑھتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرز عمل کا کوئی ثبوت ہے؟

حافظ عبدالتواب از کلکتہ

جواب:۔ وتر میں دعاء قنوت مرفوع صحیح حدیث سے نہیں تو کم از کم حسن حدیث سے بلاشبہ ثابت ہے عن الحسن ابن علی رضی اللہ عنہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اقولھن فی الوتر اللّٰھمّ اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت الخ قال الترمذی بعد اخراجہ ھذا حدیث حسن واخرجہ ایضا ابوداود وسکت عنہ ونقل المنذری تحسین الترمذی واقرہ وقال الحافظ فی الفتح ص۵۲۲ ج۲ حدیث الحسن قد صححہ الترمذی وغیرہ (قلت یختلف النسخ من کلام الترمذی فی قولہ ھذا حدیث حسن صحیح ونحو ذلک فینبغی ان تصحح اصلک بجماعۃ اصول وتعتمد ما اتفقت علیہ کذا قال ابن الصلاح فی علوم الحدیث) وقال الامام الربانی محمد بن علی الشوکانی فی تحفۃ الذاکرین حدیث الحسن اخرجہ اھل السنن وابن حبان والحاکم فی المستدرک وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ وصححہ ابن حبان والحاکم واخرجہ من حدیثہ ایضا احمد وابن خزیمۃ والدارقطنی والبیھقی قال وقد ضعف بعض الحفاظ ھذا الحدیث وصححہ آخرون واقل احوالہ اذا لم یکن صحیحا ان یکون حسنا انتھی کلام الشوکانی مختصرا ملخصا والحسن کالصحیح فی الاحتجاج بہ وان کان دونہ فی القوۃ ولھذا ادرجہ طائفۃ من نوع الصحیح کالحاکم وابن حبان وابن خزیمۃ (قواعد التحدیث ص۸۴) تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث پر دو وجہ سے کلام کیا گیا ہے پہلی وجہ ابن حبان کے الفاظ میں یہ ہے توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسن ابن ثمان سنین فکیف یعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الدعاء (نیل ص۵۲ ج۳) دوسری وجہ حافظ کے الفاظ میں یہ ہے ونبہ ابن خزیمۃ وابن حبان علی ان قولہ فی قنوت الوتر تفرد بہا ابو اسحاق عن برید بن ابی مریم وتبعہ ابناہ یونس و اسرائیل کذا قال قال ورواہ شعبۃ وھو احفظ من مأتین مثل ابی اسحاق وابنیہ فلم یذکر فیہ القنوت ولا الوتر

وانما قال کان یعلمنا ھذا الدعاء ثم ذکر الحافظ مویدات لما ذھب الیہ ابن حبان (تلخیص ص۹۶) اس حدیث کی تضعیف کی پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت حضرت حسنؓ کا آٹھ برس کا ہونا اس دعا کے سکھانے اور سیکھنے کے منافی اور اس سے مانع نہیں ہے آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین الخ (احمد ابوداود والحاکم) قال الخرزی یجب علی الولی ان یعلم الطفل ارکان الصلوٰۃ وشروطھا قبل ان یامرہ بفعلھا (السراج المنیر) اسی لئے امام شوکانی فرماتے ہیں وقد اشار صاحب البدر المنیر الی تضعیف کلام ابن حبان۔ اس حدیث پر کلام کرنے کی دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ ابواسحٰق سبیعی اور یونس واسرائیل ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادۃ جو اوثق اور احفظ کی روایت کے معارض اور منافی نہ ہو بالاتفاق مقبول ومعتبر ہوتی ہے وزیادۃ راویھما ای الصحیح والحسن مقبولۃ مالم تقع منافیۃ لروایۃ من ھو اوثق ممن لم یذکر تلک الزیادۃ (شرح النخبۃ) پس حدیث میں لفظ "قنوت الوتر" کے غیر محفوظ ہونے کا دعوی صحیح نہیں ہوسکتا بنابریں نواب صاحب کا یہ احتمال "ظاہر آنست کہ آنحضرت ویرا دعائے تعلیم کرد ووے رضی اللہ عنہ خوش داشت کہ آنرا در قنوت خواند" (مسک الختام ص۲۳۹/۱) احتمال محض ہے اور ظاہر اور اصل کے خلاف ہے اور حافظ کے پیش کردہ مویدات اصل حدیث میں اس زیادۃ کے غیر محفوظ ہونیکو اور حضرت حسن کا کلام نہ ہونیکو مستلزم نہیں ہیں باقی سبل السلام میں علامہ امیر یمانی کی اور تلخیص میں حافظ کی کسی اور عبارت سے یہ سمجھنا کہ انھوں نے اصل حدیث پر جرح کرکے اسکی تضعیف کی ہے عدم تدبر پر مبنی ہے۔ کما لایخفی علی من امعن النظر فی کلامھما

(۲) نازلہ (ابتلاء عام اور مصیبت عمومی مثل وبا ہیضہ وطاعون وچیچک وامثال آں یا قحط یا حملہ ومحاصرہ ومقابلہ کفار) کے وقت وتر کے علاوہ پنجگانہ فرائض میں امام کا مناسب حال دعاء قنوت بلند آواز سے پڑھنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا مسنون ومستحب ہے یہی مذہب ہے جمہور محدثین کا خلافاً للحنفیۃ فانھم خصصوا القنوت فی النازلۃ بالجھریۃ فقط فی قول وبالصبح فقط فی قول آخر قال فی البحر الرائق قال جمھور اھل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوات کلھا انتھی وصوبہ الامیر الیمانی فی السبل والامام الشوکانی فی النیل وقال الامام النووی فی الاذکار والحدیث الصحیح فی قنوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الذین قتلوا القراء یقتضی ظاھرہ الجھر بالقنوت فی جمیع الصلوات ففی صحیح البخاری فی باب تفسیر قولہ تعالی لیس لک من الامر شئ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجھر بالقنوت فی النازلۃ انتھی اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھرا متتابعا فی الظھر والعصر والمغرب والعشاء وصلوۃ الصبح فی دبر کل صلوۃ اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الرکعۃ الآخرۃ یدعو علی احیاء من بنی سلیم علی رعل وذکوان وعصیۃ ویومن من خلفہ اخرجہ ابوداود وسکت عنہ وذکرہ الحافظ فی التلخیص وسکت عنہ ھو ایضا وقال الشوکانی فی النیل لیس فی اسنادہ مطعن الا ھلال بن خباب فان فیہ مقالا وقد وثقہ احمد وابن معین وغیرھما انتھی قلت الظاھر ان حدیث ابن عباس ھذا لاینحط عن

درجتا الحسن ۔ اور بغیر نازلہ (حادثہ عامہ) کے وتر کے علاوہ چار نمازوں ظہر، عصر، مغرب، عشا، میں قنوت کے ترک اور عدم مسنونیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور نماز فجر میں اختلاف ہے امام اعظم یعنی امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور سیوطی ثانی علامہ نواب صدیق حسن قنوجی نماز فجر میں قنوت کی مسنونیت کے قائل ہیں ۔ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا یدعو علی قاتلی اصحابہ ببیر معونۃ ثم ترک فاما الصبح فلم یزل یقنت حتی فارق الدنیا (اخرجہ الدارقطنی وعبدالرزاق وابونعیم واحمد والبیہقی والحاکم وصححہ) اور امام ابو حنیفہؒ و امام احمدؒ اور امام شوکانی نماز فجر میں بھی عدم جواز کے قائل ہیں ۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا یدعو علی احیاء العرب ثم ترکہ (مسلم) وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لایقنت الا اذا دعا لقوم او علی قوم (ابن خزیمۃ فی صحیحہ والخطیب فی کتاب القنوت) وعن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقنت فی صلاۃ الصبح الا ان یدعو لقوم (ابن حبان فی صحیحہ) ذکرہ الحافظ فی التلخیص حدیث انس وحدیث ابی ہریرۃ وسکت عنہما وقال فی التنقیح سند ہذین الحدیثین صحیح وہما نص فی ان القنوت مختص بالنوازل وروی الترمذی والنسائی وابن ماجہ من حدیث ابی مالک الاشجعی عن ابیہ قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان وعلی فلم یقنت احد منہم وہو بدعۃ قال الحافظ واسنادہ حسن قال وجمع بین احادیث النفی والاثبات من اثبت القنوت بان المراد ترک الدعاء علی الکفار لا اصل القنوت وروی البیہقی مثل ہذا الجمع عن عبدالرحمن بن مہدی بسند صحیح انتہی وقال العلامۃ القنوجی احادیث نفی در سنن است واحادیث اثبات در صحیح پس معارض نشود بداں واثبات مقدم است بر نفی غایت مافی الباب آنکہ فعل مرۃ وترک اخری واین منافی ثبوت وبقا فی الجملۃ نیست (مسک الختام ص۲۳۹ ج۱) وقال الطیبی لازم نمی آید از نفی کردن طارق بن شہاب صحابی نفی قنوت زیرا کہ این شہادت نفی است وجماعتی دیگر شہادت باثبات آں دادہ مثل حسن وابی ہریرۃؓ وانس وابن عباس وغیرہم انتہی واجاب النافون عن حدیث انس بانہ من طریق ابی جعفر الرازی قال فیہ عبداللہ بن احمد عن ابیہ لیس بقوی وقال النسائی لیس بالقوی وقال الفلاس سیئ الحفظ وقال ابو زرعۃ یہم کثیرا وقال ابن حبان ینفرد بالمناکیر عن المشاہیر وقال ابن القیم ابو جعفر الرازی صاحب المناکیر لایحتج بما تفرد بہ من اہل الحدیث البتۃ ولو صح لم یکن فیہ دلیل علی ہذا القنوت المعین البتۃ فانہ لیس فیہ ان القنوت ہذا الدعاء الی آخر ما بسط الکلام فیہ وقال الحافظ فی التلخیص اختلف الاحادیث عن انس واضطربت فلا یقوم بمثل ہذا الحجۃ انتہی میرے نزدیک امام احمدؒ وامام ابو حنیفہؒ کا مذہب راجح ہے یعنی قنوت فرائض میں نوازل کے ساتھ مختص ہے کیونکہ کسی معتبر حدیث سے بغیر نازلہ کے فجر کی نماز میں قنوت کی مشروعیت اور اس پر استمرار ثابت نہیں ہے بخلاف نفی و بدعت والی روایات کے کہ وہ صحیح اور حسن ہیں پس جب تعارض نہیں تو تطبیق اور جمع کی زحمت اٹھانی فعل عبث ہے علاوہ بریں تطبیق کی کوئی صورت بھی تکلف سے خالی نہیں ہے کما لایخفی اسی لئے امام شوکانیؒ فرماتے ہیں اذا تقرر لک ہذا علمت ان الحق ما ذہب الیہ من قال ان القنوت

ے فیہ نظر فتامل ۱۲

مختص بالنوازل قال وقد ورد مایدل علی هذا الاختصاص من حدیث انس عند ابن خزیمة فی صحیحه و من حدیث ابی هریرة عند ابن حبان وقد تقدما۔

(۳) دعاء قنوت وتر میں رکوع سے پہلے اور بعد دونوں جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ بعد رکوع پڑھی جائے وهو مختار شیخنا الاجل المبارکفوری کما صرح به فی شرح الترمذی عن انسؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یقنت بعد الرکعة وابوبکر وعمر حتی کان عثمان فقنت (ای دائما) قبل الرکعة لیدرك الناس (اخرجه محمد بن نصر قال العراقی اسناده جید) وقال الشوکانی فی النیل واختلف فی کونه قبل الرکوع او بعده ففی بعض طرق الحدیث عند البیهقی التصریح بکونه بعد الرکوع وقال تفرد بذلك ابوبکر بن ابی شیبة الحزامی وقد روی عنه البخاری فی صحیحه وذکره ابن حبان فی الثقات فلا یضر تفرده واما القنوت قبل الرکوع فهو ثابت عند النسائی وابن ماجه عن ابی بن کعبؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر فیقنت قبل الرکوع وقال الحافظ روی البخاری من طریق عاصم الاحول عن انسؓ ان القنوت قبل الرکوع وقال البیهقی رواة القنوت بعد الرفع اکثر واضبط وعلیه درج الخلفاء الراشدون وفی القسطلانی وقد صح انه صلی الله علیه وسلم قنت قبل الرکوع ایضا لکن رواة القنوت بعده اکثر واحفظ فهو اولی وعلیه درج الخلفاء الراشدون فی اشهر الروایات عنهم واکثرها او بنحو ذلك قال العراقی اور نوازل کے وقت پنجگانہ فرائض میں آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے دعاء قنوت رکوع کے بعد ثابت ہے کما یدل علیه احادیث ابن عمر وابی هریرة فی الصحیحین و مسند احمد پس نازلہ کے وقت دعاء قنوت بعد الرکوع پڑھنا متعین ہے۔

(۴) خاص وتر میں دعاء قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھنا آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے صراحۃً بسند صحیح ثابت نہیں ہے لیکن صحابہ کرامؓ ابن مسعودؓ (ابن ابی شیبه وابن المنذر والبیهقی) عمرؓ و انسؓ و ابوہریرہؓ (البیهقی) سے مروی ہے کہ وہ دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھاتے تھے پس اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھے تو کچھ حرج اور مضائقہ نہیں۔ قال شیخ مشائخنا الامام الهمام الشیخ حسین بن محسن الانصاری الخزرجی الیمانیؒ فی بعض فتاواه واما رفع الیدین فی حال القنوت کما یرفع الداعی فسنة قال فی دراسات اللبیب ومما یستغرب ان الحنفیة یرفعون الایدی عند تکبیر الوتر ولا یرفعون فی قنوت الوتر وقد اخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه فی باب عقده فی رفع الیدین فی الوتر بسنده عن عبدالله انه کان یرفع یدیه اذا قنت فی الوتر ووجه الاستغراب ان احق الناس واولاهم بالعمل بالحدیث عن ابن مسعود هو الامام ابوحنیفة حتی انه بنی مذهبه علی مرویاته واحادیثه الموقوفة علیه ویقدم الحنفیة آثاره علی اکثر المرفوعات عن غیره لاعتقادهم فیه انه اعرف بالسنة الثابتة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد ثبت بروایة مثل الحافظ ابی بکر بن ابی شیبة انه کان یرفع یدیه فی قنوت الوتر انتهی کلام صاحب الدراسات مختصرا وقال الحافظ فی التلخیص وورد الرفع فی القنوت عن ابن مسعود و عمر وانس وابی هریرة انتهی وقد ثبت رفع الیدین عن النبی صلی الله علیه وسلم فی دعاءه علی قاتلی اصحابه فی قصة القراء